https://alamin.tuf.edu.pk/
Al-Amīn الامین (Faiṣalābād)
ISSN (print): 2790-6507; ISSN (online): 2790-6515
Volume 2; Issue 2; Article No. 24020204

RESEARCH ARTICLE

کتب تفاسیر میں اسرائیلی روایات کے مصادر کا تنقیدی جائزہ

The Critical Review of Israeli Sources in Books of Tafsir

Hafiz Muhammad Adnan Hamid
Department of Islamic Studies
CTI, Government Graduate College 266RB Khuryanawala
Email: adnan.owasi92@gmail.com

Paper history
Received: 29 July 2024
Revised: 6 September 2024
Accepted: 14 October 2024
Published online: 23 December 2024

Abstract

In the history of prophets, a significant name is that of the Prophets of Bani Israel, in which Allah Almighty sent thousands of prophets. The name of this family is derived from the title of the first prophet of this lineage, Prophet Yaqub (Jacob) (peace be upon him), whose title was "Israel," meaning "Servant of Allah." Allah sent many well-known prophets from this family and also revealed the first three famous heavenly scriptures within this lineage. In Islamic history, this family holds a unique status, possessing its own distinct culture and laws. The traditions narrating the culture of Bani Israel are referred to in the science of Hadith as "Isra'iliyat." These traditions contain a wide variety of information, including the laws, dealings, worship, and culture of Bani Israel. Unlike the books of Hadith, the commentators of the Qur'an (mufassirin) often used these traditions as sources, since the Qur'an mentions the events and conditions of the Prophets of Bani Israel, as well as the nation of Israel, sometimes in summary and sometimes in detail. To elaborate on the briefly mentioned events, these traditions were used, which were well-known among the people of Israel and have been compiled as sources in the books of Tafsir. After studying some of these sources, they are divided based on their authenticity, and a critical review is presented regarding the rulings drawn from them and the narrators of these sources.

Keywords

Allah Almighty, Prophet Yaqub, Scriptures, Commentators, Authenticity, Sources

© 2024The Authors. Al-Amīn (Faiṣalābād) published by The University of Faisalabad, Faisalabad, Pakistan
This is an open access article under the terms of the Creative Commons Attribution License, which permits commercial use, distribution and reproduction in any medium, provided the original work is properly cited

تعارف

اسرائیلیات بنی اسرائیل کی وہ تہذیب و ثقافت ہے جو ان بزرگان دین کے ذریعے تفسیر میں شامل ہوئیں جو ابتداء یہودی یا نصرانی تھے ۔ مگر طلوع اسلام کے بعد مشرف باسلام ہو کر بارگاہ مصطفوی میں پیش ہو گئے ۔ یہ احباب بنی اسرائیل کے حالات و واقعات اور کتب سابقہ سے واقف تھے جب کوئی واقعہ اجمالا اہل کتاب یا امم سابقہ کے متعلق قرآن کریم میں نازل ہوتا تو یہ احباب اسکی تفصیل کر دیتے جسے صحابہ کرام اپنی علمی وسعت کو بڑھانے کے لیے پاکیزہ ذہنوں کے ساتھ سنتے تھے اور اسے آگے بیان بھی کرتے تھے اسطرح یہ علم اہل اسلام میں متعارف ہوا اور اسے مفسرین کرام نے اپنی اپنی تفاسیر میں ذکر کیا ہے ۔ اسرائیلی روایات میں سے بعض روایات اسلامی نظریات کے مطابق ہیں اور بعض اسلامی نظریات کے خلاف ہیں اس لیے مصدقہ روایات کو لیا جاتا ہے اور باقی روایات کو حذف کر دیا جاتا ہے ۔

اسرائیلیات کامعنی ومفہوم

اسرائیلیات ،اسرائیلیہ کی جمع ہے ۔لفظ اسرائیل ،بنی اسرائیل قرآن پاک کی متعدد آیات بینات میں ذکر ہوا ہے قرآن پاک کی چالیس آیات کریمات میں لفظ اسرائیل استعمال ہوا ہے ۔

ان میں سے چند آیات بطور نمونہ ذکر کی جاتی ہیں ۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىٓ اِ سْرَاءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَاءِيْلُ عَلٰي نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْھَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ [1]

اس آیت میں "بنی اسرائیل " سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے اور" اسرائیل " حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے

يٰبَنِىٓ اِسْرَاءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ [2]

اس آیت مبارکہ میں دور اسلام کے اہل کتاب کو مخاطب کرکے انہیں گزشتہ احسانات یاد کروائے جا رہے ہیں جو اللہ عزوجل نے ان پر مختلف مقامات پر مختلف صورتوں میں کیے تھے ۔

بائبل میں لفظ اسرائیل

بائبل میں لفظ اسرائیل مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے

"اضحاق کے بیٹے یعقوب کیلئے،اس کی اولاد یعنی عبرانیوں کے بارہ قبیلوں کیلئے،شمال کے دس قبیلوں کیلئے جن میں افرائیم پیش پیش تھا " [3]

اصطلاح اسرائیلیات اور اطلاق

اسرائیلیات کے لفظ کا اطلاق یہودو نصاری کی اس دینی ثقافت پر ہوتا ہے جس نے تفسیر قرآن کو متاثر کیا ہے آج کتب تفسیر میں بہت ساری ایسی روایات موجود ہیں جن کا تعلق اسرائیلی تہذیب وثقافت سے ہے جنہیں ان صحابہ کرام نے بیان کیا جو اہل کتاب میں سے مشرف باایما ن ہوئے۔مصادر میں اسرائیلی روایات کیلئے"اسرائیلیات" کا لفظ مستعمل ہے ۔

محمد حسین ذہبی لکھتے ہیں

"اس لفظ کا اطلاق یہودیت و نصرانیت کی اس دینی ثقافت پر ہوتا ہےجس نے قرآن کریم کی تفسیر کو متاثر کیا ہے اس ثقافت میں نصرانیت کےمقابلے میں یہودیت کو غلبہ حاصل ہے کیونکہ آغاز اسلام میں یہود بکثرت تھےاور مسلمانوں سے ان کا میل جول بھی کافی تھا " [4]

مولانا تقی عثمانی ذکر کرتے ہیں ۔

"اسرائیلیات ان روایتوں کو کہتے ہیں جو اہل کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں سے ہم تک پہنچی ہیں پہلے زمانے کے مفسرین کی عادت تھی وہ کسی آیت کے ذیل میں ہر قسم کی روایات لکھ دیتے تھے جو انہیں سند کے ساتھ پہنچتی تھی ان میں بہت سی روایات اسرائیلیات بھی ہوتی تھیں۔" [5]

ان اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ ایسی روایا ت جو ہم تک قرآن پاک کی تفاسیر کو متاثر کرتے ہوئے پہنچی ہیں جن کا تعلق بنی اسرائیل کی دینی ثقافت مثلاً" تورات و انجیل "سے ہے اس کے لیے مفسرین نے اسرائیلیات کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے ۔

اسرائیلیات کی ابتداء

بعض صحابہ کرام اپنے جذبہ ایمانی اور شوق تعلیم کے تحت ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہما سے جو اہل کتاب میں سے مشرف بایمان ہوئے تھے انبیاءکرام علیہم السلام کے ان واقعات کی تفصیل جاننا چاہتے تھے جنہیں قرآن کریم نے اجمالاً بیان کیاہے وہ لوگ تورات کے عالم تھے اسرائیلی روایات، تہذیب و تمدن سے بھی واقف تھے اس لیے وہ ان تمام واقعات کو بیان کر دیتے تھے جو انبیاءعلیہم السلام کے بارے میں یہود ونصاری کی دینی ثقافت میں مشہور تھے ۔صحابہ کرام نے ان سے سن کر بطور قصہ اسے آگے بیان کر دیا جس وجہ سے اسکی روایت چل پڑی اس کے بعد جب دوسری اور تیسری صدی میں تفسیر نے ایک مستقل فن کی شکل اختیار کی تو پھر یہی قصے صحابہ کرام ، تابعین،تبع تابعین علیہم الرضوان کی روایتوں کے نام سے کتابوں میں جمع کر دیے گئے بعض مفسرین نے بڑی جستجو کے ساتھ ان روایات کو بیان کیا ہے۔

اسرائیلی روایات کے بارے میں " ابن خلدون " کا نظریہ

"اس میں شک نہیں کہ تفسیرمنقول کے بارے میں متقدمین نے بہت مواد فراہم کیا ،مگر افسوس کہ انکی تصانیف رطب و یابس اور مقبول و مردودسبھی قسم کی روایات پر مشتمل ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب لکھے پڑھے نہ تھےبخلاف ازیں ان پر جہالت و بداوت کا غلبہ تھا انسانی فطرت ہمیشہ سے تکوینی اسباب اور آغاز تخلیق سے متعلق امور سے دلچسپی رکھتی ہے چنانچہ عربوں نےجب بھی کوئی ایسی بات پوچھنی ہوتی تو اپنے معاصر یہودو نصاری سے دریافت کرتےدوسری طرف اہل کتاب بھی اس ضمن میں قریباً عربوں کی طرح ان پڑ ھ تھے صرف انہیں باتوں سے آگاہ تھے جو اہل کتاب کی زبان زد عام تھیں اکثر یہود قبیلہ حمیر سے تعلق رکھتے تھے مگر انہوں نے یہودی مذہب کو اختیار کر لیا تھا یہ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونے کےبعد بھی بدستور ان امور کے معتقد رہے جن کا شرعی احکام سے کچھ تعلق نہیں تھا مثلا یہ کہ تخلیق بنی نوع انسان کا آغاز کب ہوا؟فلاں فلاں واقعات و حوادث اور جنگیں کب اور کیسے رونماہوئیں اور اس قسم کے دیگر امور ۔ایسے واقعات کے راوی زیادہ تر کعب الاحبار ، وہب بن منبہ اورعبداللہ بن سلام جیسے لوگ ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی نقل کردہ روایات سے کتب تفسیر بھر گئیں ۔ ان میں سے کچھ ایسی رویات بھی تھیں جو مرفوع نہیں بلکہ صرف ان لوگوں کے اقوال ہیں جن کا شرعی احکام سے کچھ تعلق نہیں تاکہ ان کی صحت کی طرف توجہ دی جاتی ۔ چنایچہ مفسرین نے اس ضمن میں سہل نگاری سے کام لیااسی لیے ان کی تفسیر ایسے اقوال کاپلندہ بن گئیں ،حالانکہ یہ اقوال بلا تحقیق نقل کر دئیے گئے تھے ان روایات کو شہرت محض اس لئے حاصل ہوگئی تھی کہ ان کے قائلین کو مذہبی تقدس حاصل تھا جس کی بنا پر ان کی جانب منسوب اقوال بلا شک وشبہ تسلیم کر لئے جاتے ہیں ۔[6]

یہ سب کچھ اس حقیقت کی غمازی کرتا ہے کہ ابن خلدون کی رائے میں تفسیری اقوال کی اشاعت دو امور کی مرہون منت تھی ان میں سے ایک وجہ عربوں کی جہالت وبداوت کا غلبہ اور اسباب تکوین اور اسرار وجود کے متعلق جاننے کا شوق ہے جو ہر انسان کی فطرت میں پوشیدہ ہوتا ہے ظاہر ہے عرب یہ سب باتیں اہل کتاب سے دریافت کرتے تھے ان مرویات و اقوال کو بلا نقد و جرح تسلیم کر لینے کی دوسری وجہ بقول ابن خلدون یہ ہے کہ ان امور کا دینی احکام سے کچھ تعلق نہ تھا اسی لیے اصحاب تفسیر بغیر کسی تردد کے قبول کر لیتے تھے ۔اور ان روایات کو قبول کرنے میں تیسری وجہ ان احبا ب کا ذہنی تقدس ہے جو قبول اسلام کے بعد اور بھی زیادہ ہوگیا تھا

اسرائیلی روایات کے مشہوررواۃ

اسرائیلی روایات کا مدار و انحصار زیادہ تر ان چار شخصیات پر ہوتا ہے جن سے زیادہ تر اسرائیلی روایات لی گئی ہیں

۱۔عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنہ

۲۔ کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ

۳۔ وہب بن منبہ رضی اللہ تعالی عنہ
۴۔عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج ر ضی اللہ تعالی عنہ

تفسیر ی روایات اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم

تفسیری روایات میں صحابہ کرام کو ان کی مرویات کی تعداد کے اعتبار سے مختلف درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے درجے میں ان صحابہ کرام کا شمار کیا گیا ہے جنہوں نے سب سے زیادہ تفسیر ی روایات بیان کی ہیں ان میں عبداللہ ابن عباس ، علی ابن ابی طالب ،عبد اللہ ابن مسعود ،ابی ابن کعب رضی اللہ تعالی عنہم شامل ہیں۔دوسرے درجے میں وہ صحابہ کرام ذکر کیے جاتے ہیں جنہوں نے ان سے کچھ کم روایات نقل کی ہیں ان میں زید بن ثابت ، ابو موسی اشعری ،عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہم شامل ہیں .ان کے علاوہ بعض دیگر صحابہ کرام سے بھی تفسیری روایتیں پائی جاتی ہیں ان میں انس بن مالک ، ابوہریرہ ، عبداللہ بن عمر ،جابر بن عبداللہ، حضرت عائشہ صدیقہ ، عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہم کے اسماءِگرامی شامل ہیں ۔ [7]

تابعین اور اسرائیلی روایات

تفسیری روایات کے سلسلہ میں تابعین کے جو نام سب سے زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں ان میں جناب عطاءبن رباح ، سعید بن جبیر ، عکرمہ مولی ابن عباس ، حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہم کے نام شامل ہیں ۔ ان کے علاوہ جناب عطاءبن ابی سلمہ خراسانی ، محمد بن کعب القرظی ،ابو العالیہ ، ضحاک بن مزاحم ، عطیہ عوفی ،قتادہ ،مرۃہمدانی اور ابو ملک ، ربیع بن انس ،عبدالرحمن بن زیدکے اسماءشامل ہیں جنہوں نے براہ راست صحابہ کرام سے اکتساب فیض کیا ہے اور اسے آگے منتقل کرکے عظیم علمی سرمایہ کو ہمارے تک پہنچایا ہے۔[8]

اسرائیلی روایات کے مضامین

اسرائیلی روایات کو مفسرین نے شرعی احکامات کے تحت نقل نہیں کیا بلکہ صرف اور صرف سابقہ انبیاءمثلاًحضرت آدم،حضرت نوح ، حضرت ابرھیم ، حضرت اسماعیل ، حضرت اسحاق حضرت داؤد ،حضرت سلیمان،حضرت الیاس،حضرت الیاس ، حضرت یوسف، حضرت یونس ، حضرت ایوب ، حضرت موسی و حضرت عیسی علیہم السلام اور ان کی امم کے واقعات جنہیں قرآن پاک نے اجمالاً بیان کیا تھا انہیں بطور قصص اہل کتاب صحابہ و تابعین علیہم الرضوان کی روایات سے تفصیلاً ذکر کردیا ہے۔علاوہ ازیں آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے متعلق جو پشین گوئیاں سابقہ دینی ثقافت میں مشہور تھیں ،یا تورات و انجیل میں منقول تھیں انہیں مفسرین کرام نے بڑی جستجو کے ساتھ اکٹھا کرکے نقل کیا ہے تاکہ نبی آخر الزماں ﷺ کا مقام و مرتبہ واضح ہو ۔

حکم کے اعتبار سے اسرائیلی روایات کی اقسام

اسرائیلی روایات کا حکم بیان کرتے ہیں ان روایات کوحکم کے اعتبار سے تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ ان کے متعلق احادیث میں وارد ہونے والے احکامات پر عمل کرنے میں آسانی ہو اور ان سب احکامات پر عمل کیا جاسکے ۔اسرائیلی روایات کی تین اقسام ہیں ۔

مقبول روایات

مقبول ایسی روایات ہیں جن کی صداقت پر اسلام میں دلائل و شواھد موجود ہیں اور وہ روایات اسلامی تہذیب وافکار سے ٹکراتی نہیں ہیں۔ مثلاً۔ فرعون کاغرق ہونا ، حضرت موسی علیہ السلام کا کوہ طور پر تشریف لے جانا ، حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کیلئے حضرت موسی علیہ السلام کا تشریف لے جاناوغیرہ کا ذکر اسرائیلیات میں ملتا ہے جبکہ ان قصص کی قرآن و حدیث سے بھی تصدیق ہو رہی ہے اس جیسے کئی اور واقعات بھی موجود ہیں جن کے مضامین کی تصدیق اسلامی روایات کر رہی ہیں ان جیسی روایات کو ہم قرآن و اسلام کی حقانیت کے طور پر بھی پیش کر سکتے ہیں ایسی روایات کو ذکر کرنا جائز ہے کیونکہ اس قسم کے متعلق نبی اکرمﷺکا فرمان موجود ہے جو اسکی روایت کے جواز پر دال ہے۔

بلغوعنی ولو آیۃ و حدثو عن بنی اسرائیل ولاحرج ومن کذب علی متعمدا فلیتبوءآمقعدہ من النار [9]

”نبی کریم ﷺ نے فرمایاکے میری طرف سے آگے پہنچا دو وہ ایک بات ہی کیوں نہ ہواور اہل کتاب سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ “

مردود روایات

ایسی اسرائیلی روایات جو صراحتاًجھوٹی اور عقائد اسلامیہ کے سراسر خلاف ہوں ۔جیسے عصمت انبیاءعلیہم السلام کو اہل اسلام رسالت کیلئے ضروری مانتے ہیں ہمارا یہ غیر متزلزل ایمان ہے کہ ہر نبی معصوم ہوتا ہے اب اگر کوئی اسرائیلی روایت کسی نبی کے متعلق طعن پر مشتمل ہو تو عقائد اسلامیہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا ۔مثلاًحضرت سلیمان علیہ السلام پر اسرائیلی روایت میں ارتدادکا الزام لگایاگیا ہے جو اسلامی نظریہ کے خلاف ہے اور اس کے مقابل قرآن پاک کی نص بھی موجود ہے ۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْ[10]

”سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطان نے کفر کیا “

اس آیت میں اسرائیلی روایت کا رد کیاگیا ہے جس میں انہوں نے عصمت سلیمان علیہ السلام پر حملہ کیا ہے اس قسم کی اور بھی روایات اہل کتاب کی مکاری ،ترمیم و تحریف کی پیدا وار ہیں ان کی اس بد نیتی کو قرآن پاک نے واضح کیا ہے ۔

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ [11]

”وہ کلمات کو ان کے موضع سے پھیر دیتے ہیں “

اس آیت مبارکہ میں اہل کتاب کی تحریفات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے محر ف و مسخ شدہ وہ روایات جو اسلامی نظریات سے ٹکرائیں ان کو نہ ہی قبول کیا جائیگا اور نہ ہی آگے بیان کرنے کی اجازت ہے کیونکہ ایسی روایات نبی اکرم ﷺ کے سرائیلی روایات کو سننے اورسنانے سے سختی سے منع فرمانے والے فرمان کا مصداق بن رہی ہیں ہے ۔

اہل کتاب کی تحریف کے متعلق ذیل کی حدیث شاہد ہے

> یامعشرالمسلمین کیف تسالون اھل الکتاب من شیئ و کتابکم الذی انزل علی نبیه احدث تقرونه محضاً لم یشب وقد حدثکم الله ان اھل الکتاب بدلوا کتاب الله و غیروہ و کتبوا بایدیھم الکذب و قالوا ھو من عند الله ، لیشتروا به ثمناً قلیلا ، الا ینھاکم ما جاءکم من العلم عن مس لتھم لا و الله ما راینامنھم رجلاًیسالکم عن الذی انزل علیکم [12]
>
> ”مسلمانو اہل کتاب سے کیسے پوچھتے ہو ؟ جب کہ تمہارے پاس تمہارے نبی پر نازل کی ہوئی اللہ تعالی کی کتاب موجود ہے ،جس میں کسی طرح کی آمیزش نہیں ہے ،اور اللہ تعالی تم کو سابقہ آسمانی کتب کے بارے میں بتا چکا ہے کہ اہل کتاب نے ترمیم و تحریف اور تغیر و تبدل کر دیا ہے، خود اپنے ہاتھ سے لکھتے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے ،تاکہ اس سے چند پیسے کما سکیں، تمہارے پاس جو علم ہے وہ تمہیں ان سے پوچھنے سے روکتا ہے ،واللہ میں نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ اہل کتاب بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے تمہارے نبی ﷺ پر کیا نازل کیا ہے“

سکوتی روایات

ایسے مضامین پر مشتمل روایات جو صدق و کذ ب دونوں طرح کا احتمال رکھتی ہوں اور یہ ایسی روایات ہیں جن کا دینی یا دنیاوی منفعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاًحضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن پرندوں کو زندہ کیا انکے نام ، اصحاب کہف کے اسماء،اور انکے کتے کی معرفت وغیرہ یہ سب ایسی روایتیں ہیں جن کی تحقیق کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہے ایسی روایتوں کا حکم یہ ہے کہ ان کی نہ تصدیق کی جائے اور نہ ہی تکذیب بلکہ خاموشی بہتر ہے اس لیے کہ ہو سکتا ہے جس روایت کی آپ تصدیق کریں وہ عنداللہ جھوٹ ہو اور جسکی آپ تکذیب کررہے ہوں وہ عند اللہ سچی ہو ایسی روایات میں توقف بہتر ہے ایسی روایات کو ذکر کرنا جائز ہے کیونکہ اسکی نبی اکرمﷺ نے اجازت دی ہے مگر بطور حجت بیان نہیں کیا جائے گا بلکہ بطور قصہ ذکر ہوں گی ۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ تورات عبرانی زبان میں ہے اس لئے عبارت وہ عبرانی زبان میں پڑہتے ہیں اور اس کی تشریح عربی زبان میں کرتے ہیں اس کی وضاحت فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ۔

> لاتصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم ،وقولوا امنا بالله تعالی،ومانزل الینا ومانزل الیکم [13]

"نبی اکرم ﷺنے فرمایا ،اہل کتاب کی ان روایتوں کی نہ تصدق کرو اور نہ ہی تکذیب بس اتنا کہہ دو اللہ تعالی نے جوتم پر اتارا اور جو ہم پر اتارا ،ہم سب پر ایمان لاتے ہیں "

اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کے تمام کی تمام اسرائیلیات کو مردود قرار نہیں دیا جا سکتا ان میں سے کچھ سچائی پر بھی مبنی ہوتی ہیں اس لیے ہمیں اپنا موقف دینے سے پہلے اسکی چھان بین کر لینی چاہیے ۔

اسرائیلیات کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا موقف

حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک د ن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس قبیلہ عبد القیس کا ایک آدمی لایا گیا ، جو سوس میں رہتا تھا ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سے کہا تم فلاں بن فلاں عبدی ہو َ اس نے کہا جی ۔

آ پ رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا ،سوس میں رہتے ہو؟ اس نے پھر کہا جی :اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے ہاتھ کا نیزہ لے کر اس کو ڈنڈہ سے مارا ،اس نے حیرت سے پوچھا امیر المومنین آخر میرا جرم کیا ہے ؟آپ ر ضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ،بیٹھو،وہ بیٹھ گیا ، پھر آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے سورۃ یوسف کی ابتدائی آیتیں

الٰرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ‎ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ [14]

تک تین بار پڑھیں اور تینوں بار اس کو مارا ،پھر اس شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے یہی پوچھاکہ میری خطاء کیا ہے ؟ تب حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ تم دانیال کی کتاب نقل کی ہے ؟اس نے کہا ہاں !اس کے بارے میں جو حکم ہو، وہ میں کرنے کو تیار ہوں ۔حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا : جاؤاور ابھی اس کو گرم پانی سے دھو ڈالو اور کپڑے سے پونچھ کر صاف کردو ، پھر آئندہ نہ تم پڑھنا اور نہ کسی کو پڑھ کر سنانا ، اگر اس کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ تم اس کو پڑھتے ہو،یا کسی دوسرے کو پڑھ کر سنایا ہے ،تو ایسی سزادوں گا کہ زندگی بھر یاد کروگے ۔پھر آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، وہ آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا ، تب آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں ایک دن اہل کتاب کی ایک کتاب نقل کر کے ایک کھال میں لپیٹ کر حضور ﷺ کے پاس آیا ، حضورﷺ نے پوچھا ، عمر تمہارے ہاتھ میں کیا ہے ؟ میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میں نے اہل کتاب سے ایک کتاب نقل کی ہے ،تاکہ اس سے کچھ معلومات حاصل کروں ،یہ کہنا تھا کہ حضور ﷺ برہم ہوگئے اور اتنا شدید غصہ ہوئے کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک سرخ ہوگئے ، اسی دوران اذان ہوگئی اور لوگ نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔انصار نے کہا آپ نے حضور ﷺ کو غصہ دلا دیا ،سب لوگوں نے حضورﷺ کے منبر کو گھیر لیا ، آپ ﷺمنبر پر تشریف لائے اور فرمایا ۔

" میں تمہارے پاس صاف ستھری تعلیمات لے کر آیا ہوں تم اس کی طرف سے شک میں مبتلا نہ ہواور نہ کوئی اہل کتاب تم کو شک میں مبتلا کردے یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا اور کہا :" رضیت باللہ ربنا وبالاسلام دینا وبک رسولا " اس کے بعد نبی اکرم ﷺمنبر سے نیچے تشریف لے آئے۔"[15]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ ایسی روایات سے منع فرما رہے ہیں جن کا تعلق اسلامی شعائر سے نہیں ہے او ر نہ ہی اس کے سچ یا جھوٹ ہونے کے بارے میں کوئی قوی دلیل موجود ہو۔

کتب تفاسیر میں اسرائیلی روایات کا جائزہ

مفسرین کرام نے اسرائیلی روایات کو شرعی احکامات کے ضمن میں ذکر کرنے کی بجائے صرف اور صرف بطور قصص ان واقعات کوتفصیلاًبیان کیاجن کو قرآن پاک نے اجمالاً ذکر کیا تھا ،جو سابقہ انبیاءو امم کے احوال پر مشتمل ہے ان میں سے چند واقعات کو بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے ۔

حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نزول کو قرآن پاک نے اجمالاً ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا [16]

ترجمہ :" اور ہم نے کہا کہ جنت سے نیچے اتر جا"۔

اس آیت کی تفسیر میں احوال نزول کے بارے میں مفسرین نے اسرائیلیات سے مختلف چیزوں کا ذکر کیا ہے ۔جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں : کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے ،ان کے جسم کا رنگ سیاہ تھا ، پھر اللہ نے

ا ن کے جسم کو سفید بنا دیا ،اس لیے انہوں نے ایام بیض کے روزے رکھے تھے ، ان روزوں کو اسی لیے ایام بیض کے روزے کہا جاتا ہےکہ ان سے ان کا جسم سفیدہوگیا ،آدم علیہ السلام جب دنیا میں آئے ، تو اپنی پیاس بجھانے کے لیے بدلیوں سے پانی پی لیا کرتے تھے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے درہم و دینار ڈھالا۔[17]
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیرکعبہ کے ضمن میں مفسرین کرام نے بہت سی روایات نقل کی ہیں جنکا تعلق خانہ کعبہ کی تاریخ کے ساتھ ہے ،مثلاً کعبہ کب تعمیر ہوا ،کس نے کیا ،حجر اسود کہاں سے آیا ،ان میں اکثر روایات کا تعلق اسرائیلیات کے ساتھ ہے ۔قرآن پاک نے خانہ کعبہ کی تعمیر کو ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے ۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [18]
”اوریاد کرو، جب ابراہیم ،اسماعیل علیہم السلام خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے ،دعا کرتے تھے، اے پروردگار !ہم سے قبول فرما لے ،بے شک تو ہی سننے والا ہے ، جاننے والا ہے “

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں ہے کی جب اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا ،تو فرمایاکہ میں تیرے لیے ایک گھر بھی سطح زمین پر اتار رہا ہوں جس کے گرد طواف کیا جائے گااور اس کے پاس نماز پڑھی جائے گی ، لیکن حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جب طوفان آیا ، تو یہ مکان پھر اٹھا لیا گیا ، بعد میں انبیاءکرام علیہم السلام نے اسے بہت تلاش کیا ، لیکن اس کا موقع و محل نہ جان سکے ، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کا محل وقوع بتایا گیا ، انہوں نے اس گھر کو پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنایا [19]
قوم عمالقہ کے بارے میں قرآن پاک آیا ہے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ [20]
”انہوں نے کہا :اے موسی وہاں تو زبردست (طاقتور) لوگ رہتے ہیں“

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے مختلف روایات قوم عمالقہ کی طاقت قد وقامت کے بارے میں نقل کی ہیں ۔
جیسا کہ ان کے پاؤں کے موزے کے بارے کہ ۔
ابن نمرہ سے روایت ہے کہ قوم عمالقہ کے ایک آدمی کے موزہ کے سائے میں حضرت موسی علیہ السلام کی قوم کے ستر افراد بیٹھ سکتے تھے۔[21]

قوم عمالقہ کے کپڑوں کی جیب

ابن جریر نے سیدنا عبداللہ ابن عباس کی روایت نقل کی ہے ، انہوں نے کہا ہے کہ جب موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ جبارین کے شہر میں داخل ہو جاؤ، تو ان کے ساتھ ان کی قوم چلی ، جب شہر کے قریب پہنچی جو اریحا کے نام سے مشہور ہے ۔ تو بارہ نقیب اندرون شہر گئے، تاکہ اندر کی خبر لائیں ،ان لوگوں نے ان کے جسم اور حیرت ناک قد وقامت دیکھے ،تو ایک باغ میں گھس گئے ، اتفاق سے باغ کا مالک پھلوں کو توڑنے کیلئے آپہنچا، دیکھا کہ باغ میں دس بارہ آدمی چھپے ہوئے ہیں، اس نے ہر ایک کو باری باری پکڑ لیا اور اپنی جیب میں ڈال لیا اور گھر چلا گیا اور گھر پہنچ کر اپنی جیب الٹ دی ، اس کے پھلوں کے ساتھ یہ بارہ نقیب بھی نکل کر رینگنے لگے تو اس نے کہا کہ تم لوگوں نے ہمارا حال دیکھ لیا ؟ سیدھے اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤاور صورت حال بتادو،وہ نقیب لوٹ کر حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آئے اور جو ان پر گزری تھی اور جو دیکھا تھا ، ان سے بیان کردیا ۔
حضرت موسی علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ باتیں پوشیدہ رکھو اور اب کسی سے بیان مت کرنا ، ورنہ لوگوں میں خوف وہراس پیدا ہو جائے گا ،لیکن ہر آدمی اپنے گھر گیا ، تو اس نے اپنے باپ سے ، اپنے دوستوں اور ملنے والوں سے بیان کیا اور ان سے تاکید کی کہ کسی سے یہ باتیں نہ کہیں ، اس طرح یہ خبر پھیلتے پھیلتے پورے لشکر کے علم میں آگئی ، صرف دو آدمی ایسے تھے ، جنہوں نے اس خبر کو کسی سے بیان نہیں کیا ، ایک یوشع بن نون علیہ السلام اور دوسرے کالب بن یوحنا [22]

عمالقہ کی آنکھ کا خول

یزید بن اسلم رحمۃاللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ قوم عمالقہ کے کسی آدمی کی ایک آنکھ کے گڑھے میں گیدڑ کا ایک جوڑا اور اس کے بچے بے تکلف چل پھر سکتے تھے ۔ [23]

4 : حضرت موسی علیہ السلام کو تورات دیے جانے کا ذکر

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ [24]
”اور ہم نے ان کیلئے (تورات) کی تختیوں ہر ایک چیز کی نصیحت اور ہر ایک چیز کی تفصیل لکھ دی “

قرآن پاک میں صرف اور صرف اتنا ہے کہ وہ تختیاں ہیں لیکن اس بارے میں کوئی اور تفصیل نہیں ہے کہ ان کی تعداد کتنی ہے اور وہ تختیا ں کس چیز کی ہیں اس بارے میں اسرائیلیا ت میں سے مختلف اقوال مفسرین نے نقل کیے ہیں ۔

تختیوں کی حقیقت میں اسرائیلی روایات

۱)وہ تختیاں جنت والے بیر کے درخت کی تھیں ، ان تختیوں کی لمبائی بارہ ہاتھ تھی ۔
۲) ابن جریج کی روایت کے مطابق وہ زمرد کی تھیں اللہ عزوجل نے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے عدن سے منگوائی تھیں اللہ تعالی نے ان تختیوں پر اس قلم سے لکھا ، جس قلم سے ذکر لکھا گیا ہے ، نور کی نہر سے اس کی روشنائی بنائی گئی ۔
۳) ابی العالیہ کا قول ہے کہ وہ تختیا ں چادر کی تھیں ۔ [25]
۵) صاحب جلالین نے لکھا ہے کہ یا تو بیر کے درخت کی تھیں ، یا زبرجدکی ، یا زمرد کی۔[26]
۶) وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ اللہ نے سخت چٹانوں کو تراش کر ان تختیوں کو بنانے کا حکم دیا تھا ، اللہ نے ان چٹانوں کو نرم کر دیا تھا ، انہیں چٹانوں کو تراش کر تختیاں بنائی گئیں۔[27]
۷) ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ تورات جب نازل کی گئی ، تو اس کا وزن اتنا تھا کہ ستر اونٹوں پرلادا گیا ، اس کا ایک جز ایک سال میں پڑھا جا سکتا تھا ، اس لیے دنیا میں صرف چار آدمیوں نے پڑھا ، حضرت موسی ، حضرت یوشع بن نون ، حضرت عزیر ، حضرت عیسی علیہم السلام نے۔[28,29]

خلاصۃ بحث

تفسیر قرآن کے لیے مفسرین کرام نے جہاں پر بطور ماخذ فرامین رسول ﷺ اور اقوال صحابہ و تابعین کو ذکر کیا ہے ۔ وہیں اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے اسرائیلی روایات کو بھی ذکر کیا ہے ۔ اسرائیلی روایات کو اکثر انہوں نے قصص کے ان ابواب میں ذکر کیا ہے جن کو قرآن پاک نے اجمالا ذکر کیا ہے ۔ عقائد کے باب میں بہت کم ذکر کیا ہے ۔ تمام کی تمام اسرائیلی روایات نہ ہی مکمل طورپر مقبول ہیں اور نہ ہی مردود ہیں بلکہ ان روایات کو تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر قسم کے بارے میں الگ الگ حکم ہے ۔ پہلی قسم کی ایسی روایات جو عقائد اسلامیہ کے مطابق ہیں وہ مقبول ہیں اور ان کا بیان کرنا جائز ہے ۔ دوسری جو عقائد اسلامیہ کے مخالف ہیں انہیں بیان کرنا ناجائز ہے ۔ تیسری قسم کی وہ روایات جن کے سچ یا جھوٹ ہونے کے بارے میں کو ئی شرعی دلیل نہیں ہے وہ سکوتی روایات ہیں ان کو سچ یا جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ ان روایات کے بارے میں احتیاط بہتر ہے
اسرائیلی روایات کو بیان کرنااور لینا ان اصحاب کی ذہنی پاکیزگی اور احوال سابقہ سے تعارف اور اپنی علمی وسعت کو بڑھانے سے متعلق تھا اسی لیے انہوں نے واقعاتی مطالعہ کے طور پر سنا اور سننے کے بعد بغیر تحقیق کے بطور واقعہ اسے آگے پہنچا دیا۔ اس سے نہ تو ان کی نیت پر شک کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کی علمی استعداد و قابلیت پر اعتراض کیا جا سکتا ہے ۔
کیے۔

ڈیٹا کی دستیابی

تحقیق میں استعمال ہونے والا ڈیٹا مناسب درخواست پر متعلقہ مصنف سے دستیاب کیا جا سکتا ہے۔

اخلاقی منظوری

لاگو نہیں۔

مالی معاونت

اس تحقیق کے لیے کسی مخصوص ادارے یا ذریعے سے مالی معاونت حاصل نہیں کی گئی

حوالہ جات

1. سورة العمران ۳: ۳۹
2. سورة البقره ۲: ۴۷
3. ایف ایس خیر اللہ پادری، قاموس الکتاب لغات بائبل مقدس،ص۴۷
4. ثناءاللہ ، کتب تفاسیر میں اسرائیلی روایات ، اشاعت اکیڈمی ، پشاور ،۲۰۱۵ء، ص۲۵۱
5. ایضاً، ص۲۵۲
6. ابن خلدون ، مقدمہ ابن خلدون ،ج۱ ، صفحہ ۲۵۲
7. ثناءاللہ ، کتب تفاسیر میں اسرائیلی روایات ، اشاعت اکیڈمی ، پشاور ،۲۰۱۵ء، ص ۲۵۳
8. ایضاً ، ص ۲۵۷
9. بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،کتاباحادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ،رقم الحدیث:۳۴۶۱
10. سورة البقره ۲: ۱۰۲
11. سورة النساء ۴: ۴۶
12. بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح، کتاب الشہادات ، باب لا یُسأل أهلُ الشرك عن الشهادة وغیرها ، رقم الحدیث:: ۷۵۲۳
13. ایضاً،رقم الحدیث: ۴۴۸۵
14. سورة یوسف۱۲: ۱-۳
15. محمد بن کثیر ، تفسیر ابن کثیر ، العلمیہ ، بیروت، ۱۴۱۹ھ، ج۴ ، ص ۳۱۵
16. سورة البقرة ۲: ۳۸
17. سیوطی، جلال الدین ، الدر المنثور ، دارالفکر ،بیروت ،ج ۱،
18. ص ۱۴۸
19. سورة البقرة ۲: ۱۲۷
20. سیوطی، جلال الدین ، الدر المنثور ، دارالفکر ،بیروت ،ج ۱،ص ۳۰۸
21. سورة المائده ۵: ۲۲
22. سیوطی، جلال الدین ، الدر المنثور ، دارالفکر ،بیروت ،ج۳،ص ۴۷
23. ایضاً
24. ایضاً
25. سورة الاعراف ۷: ۱۴۵
26. سیوطی، جلال الدین ، الدر المنثور ، دارالفکر ،بیروت ،ج ۳،ص ۵۵۹
27. سیوطی، جلال الدین ، تفسیرالجلالین ، دارالحدث ،القاهره،الطبعة الاولی ، ص ۲۱۳
28. بیضاوی، تفسیر البیضاوی ،دار الفکر، بیروت ، ج ۳ ، ص ۵۸
29. شہاب الدین آلوسی ، تفسیر روح المعانی ، دار الکتب العلمیة ، بیروت ،۱۴۱۵ھ، ج۵، ص ۶۴